

لِحَاظ

لَهُ مُؤْمِنٌ وَّمُؤْمِنَةٌ
وَمُؤْمِنٌ وَّمُؤْمِنَةٌ

الْأَنْجِيْر = سَدَّ مُحَمَّدُ شَدَّادُ شَهْنَى
مَعَلَّم = سَعْدُ الدَّاَسِيُّ نَدَوَى

پندہ سالاہ
سات روئیں
ک پر ۴۰ یس

Regd - No. L 1981

Phone No. 22948

TAMEER-E-HAYAT
(FORTNIGHTLY)
DARULULOOM NADWATULULAMA LUGNOW (INDIA)

دارالعِدْلِ وَمَنْكِرُهُ الْعَلِيَّاءُ كَمَا يَتَشَاءَى كَمَرْدَهُ لِصَابِرٍ

الْقِرْآنُ الْمَشْدُودُ ١٣٧ حَدَّ

از: مولانا ابوالحسن علی بن رجی
سے ۱۷ ب میں اسلامی تابع نامہ اسلامی شیخوں، ہندوستان کی اسلامی تابع اور
شیخوں کے مقاوم اسیات، اسلام اور ہندوستان کی تابع کاغذات مدد، مشہود دینی
غافر؛ علمیات حادثہ اور ضروری مقامیں اسکے ہیں، اعلیٰ لوگوں کی
بے راوی سبق دینی معجز سے خالی نہ ہو اونہ کسی ایسے تجویہ باحقیقت کی طرف دیری
کو، مطوس اور بیکاری تھا امن نے اس کو داخلِ نصاب کیا ہے۔
قیرت حمد اول ہے حمد دوم ہے حصہ سوم ہے

الدُّرُجَاتُ مِنْ مَنْ يَحْكُمُ

جسے ہر سال مدرس میں کم سر کے تابع اخیل ہونے لگتے ہیں، پڑھائیوں کو اسکا احسان
میون نہ لے پہ کصرف و تحریکی پرائی اسیں اٹھے سن و سمال، اور ان دلیلیت کیسا تھا مناسبت
نہیں رکھتیں، کارالحقائق نے اسی بات کے بغایش نظر بھول کیا تھا صرف و تحریک ایسا بات
کہ زیکر امام شافعی کو دیا یا بے اور اسکی دو کامیں تحریث الفہر و تحریر النحو طبع ہو چکی ہیں، اور نصہ
دار العلامی کے فتح الدار مولانا احمد محدث علی ندوی، مولانا امجد الداہب ندوی، مولانا مصطفیٰ اللہ
ندوی نے مرتب کیا ہے۔ تحریث بالترتیب ہے ۱ ۲

مذکور است

ان مولانا ایمین الدین رحمۃ اللہ علیہ
اس کتاب میں صفت نے ان بحاذہ ارکھزوں کا انتساب کیا ہے جو زبان کی حساسیت،
اوہ کام کی بالغت کیسا تھا وہی وہ انسانی تربیت کا کام بھی دے سکتے ہیں اور اسلامی ہندیات پر یہاں
کرنے میں معاون ثابت ہو سکتے ہیں، سیرت نبی امام اسلام اور مستند و معاصر مذاہد
پر مذکول کی خبر کے تحریکیں کر کے گئیں جو عین زبان و ادب کی بہترین فنا فنیں کرتے ہیں
فخر تو یہ کہ ساختہ تحریر یہ اور افکار قدر کی کچھ بھی شال ہے، مدارس علویتی کی بڑی تعداد نے والی
نصاب کیا ہے۔

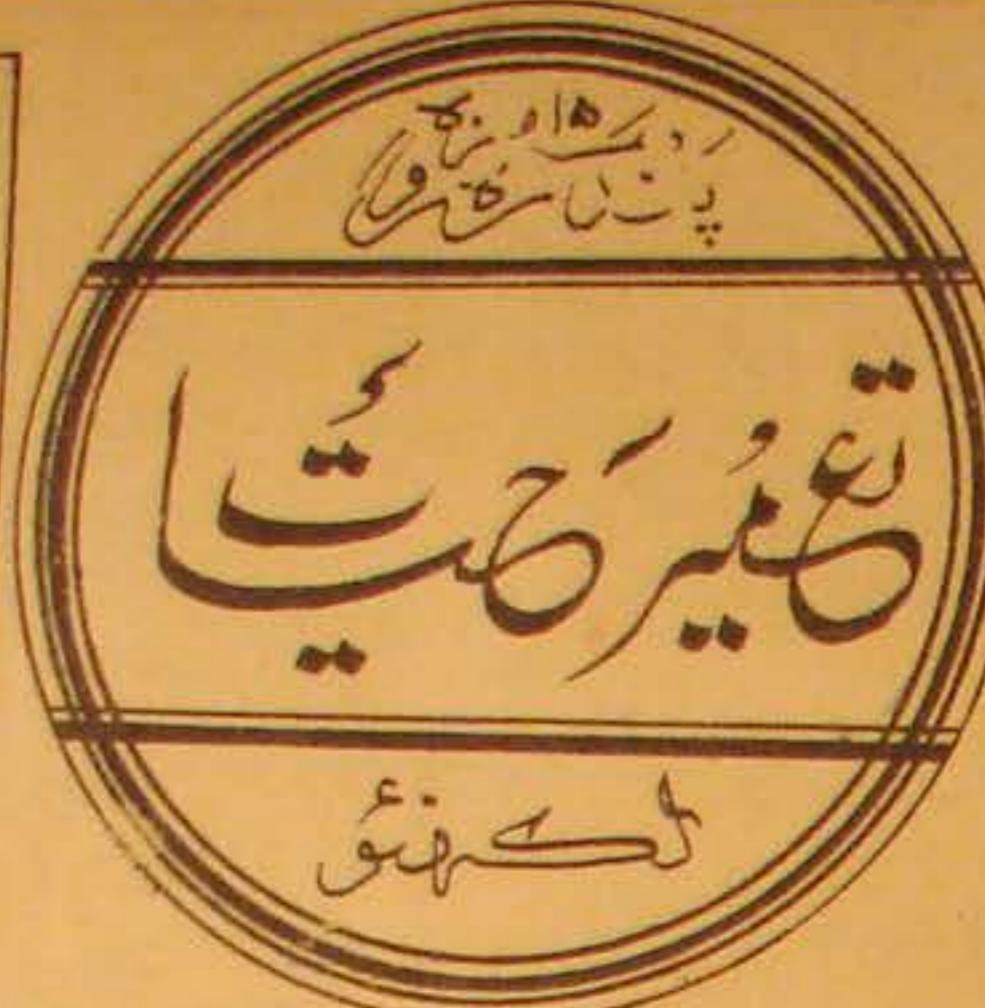
مِحْمَادُ بْنُ حَمْزَةَ

از مولانا ابوالحسن اعلیٰ ندوی
یہ کتاب ہیں کی متور حداو اعلیٰ دو نویں جماعتوں کے نصاب میں داخل کرنے کے لئے ہے
انی خصوصیات کے لحاظ سے اس وقت تک ادب عربی کی کوئی کتاب اس کا بہل نہیں
جسے دوسری آنندیوں کا نام ابھی ہے، مگر اس بھی میں اُڑھی تعلیم کے علاوہ بخوبی، علمی اُندر
فلکتہ ریخاب اور ملاس اور فتویٰ شیوں اور بہت سے کالجیں میں داخل نصاب ہے،
شام کے کالجیں میں بھی داخل نصاب ہے۔

Cover printed at Nadwa Press, Lucknow.

ج

سالات کے روپے
شماہی م روپے
مہالل خیر سے ۱۳ شنگ
فی کاپی ۳۰ پسے



جلد نمبر ۲۳ | شعبہ نعمیر و ترقی دارالعلوم ندوۃ العلماء کھنر | شمارہ نمبر ۲۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

عہلی قویت

حکائیق و واقعات کی روشنی میں

قول عمل کا تضاد!

منظالم کے ہمارے ہیں کہ اس کی نظر کم ملکوں سے گی
تاجیریا کے مسلم سربراہوں، احمد بیلوے ان کو کوئی
لحیپی نہ تھی بلکن نومبا اور نکروما سے الٹکے گھسنے
دوستاد تخلفات تھے، چنانچہ نومبا کی موت پر پورا
صریح پرسیں اتم میں ڈوب گیا اور احمد بیلوکی اشہاد
کی خبر بھی شدید سے شائع تھیں کی گئی۔
یہ قول وعل کھلے ہوئے تھاد کا ایک شاہکار
تھا، اب اس کے بعد قول اور قول کے تھاد کے چند رسمی
پیش کرنے چاتے ہیں۔

وَادِيَ الْقَوَافِلَيْنَ اُور جب ملتے ہیں ان لوگوں کی جو اپنے
اَسْنَافَ الْوَكَمَاتِ ائے تو کہتے ہیں کہ یہ ایمان اُن کے
کی کلید لیکر ہم جب تک آگے بڑھتے رہیں گے ان کی سلام
تو اڑی اور دیت داری کا پردہ خود کھو دیاں ہو سائیں
«حَقِيقَةُ الشَّهَرِ عَلَيْهِ» یہی جمال عبد الناصر

لے دینی جیا اور اسٹرائکت کا مخالفت کرتے ہوئے
صاف صاف لکھا ہے کہ اس
کیوں نہم ایک دینا ہے اس
ولنا دین و لسان اگرچہ ایک دینا ہے۔

عجب بات ہے کہ جس بات پر اس مقدمہ میں
انھوں نے سب سے زیادہ زور دیا ہے، وہی ان
کا ب سے کمزور پہلو بلکہ ب سے زیادہ تاریک پہلو
ہے اس لئے کہ سبھی ایک ایسا چڑھتے ہیں جسرا کا پہر چھایتی
بھی ان کو گوارا نہیں، لیکن واد القوالم ذین
امنو اقا اللہ آمنا مکہ مطابق یا زیادہ ۵۰۰ وضجع الخاطلیں
اس مجموعہ سی سے کہ افریقہ میں (جبہاں بہت سے نوازدہ
مسلم حاکم ہیں اور اپنی مستقل قومیتیں رکھتے ہیں)
فرعونیت کا فخرہ لگانا یا عرب قومیت کا پرجم ملنہ کرنا
ذ صرف غیر معید بلکہ مضر ہو گا، انھوں نے ایک طرف
اسلام کے نام اور خدا کے نام سے فائدہ اٹھانا چاہا،
دوسری طرف واد القوالم شیاطینہم قادوا
انتا معکمہ پر عمل کرنے پوئے انھوں نے افریقہ
میں خاص طور پر اور دنیا میں عام طور پر چنچن کرایے
لیکن اس سے دوست کا جو مسلم آزاد مسلم کشم اور یہود نواز

ہدیتی جمیعت کی حادثت کی بھائیں مسلمانوں پر اسے (روز) ۲۷ اپریل ۱۹۴۸ء کو دیکھنے والے اسرائیلی فوجیوں کے ساتھ میں ایک مصیر عاصباً تھے۔ انہوں نے ترکی سے اس بھائی دشمنی ردا کر کی کوہ اسرائیل نواز ہے اور صدر یون ان کے ملک مصیر عاصباً حکومت کر دیکا ہے لیکن نکر دیا گھانا کا مهزول بادشاہ

لکھتے ہیں۔
 ولیس تھقب سیامتنا
 للستبل الاسمبلی
 فی افریقیا غیر
 محاولة لحضور ستار
 سرطان استعاری
 کو روکنے کے اور کچھ ہی
 سامراجی کیسر کے بھائیو
 قوایت بجز اکیجاہ کی
 کے خلاف ہمارا اسلامی
 افریقی میں امریکی دلدار

قرآن مجید میں عمر حسون کا جو کردار بیکار ہے اور اس کی بے اس کی چند جملے کیاں دیکھتے جائیے اور اس کی تصویر کو فرم حسونیت کی اس نئی تصویر سے ملا جائیے جس کا تازہ ترین تکرار (آخری) نہیں۔ عبد الحکیم عاصم ریس ۔

قال سُقْتَل
إِنَّهُ دَسْتَحْسَى
لَشَاهِمْ دَاشَانْ قَرْقَفْو
قَاهْرَوْتْ أَنْ هَذْنَ
لَمْكُورْ مَكْرَتْ بِيْوَهْ فِي
الْمَدِينَةِ لَمْخَرْ جَرَامْنَهَا
أَهْلَهَا فَسْرَقْ قَوْلَرْتْ
الْبَسْنَ لَيْ حَلَّ حَصَرْ
وَهَذْنَ لَا إِلَاهَ إِلَّا هُوَ
عَزِيزٌ مِنْ عَتَقْتِي

اَفْلَامٌ تَبَصِّرُ وَ فَوْحَى
اَمْ هَذَا الْذَّى
هُرْمَهْمَيْنِ وَ كَارِيْكَادِ
اَئْدِينِ

سل موقف!

ذیل میں جمال عبدالناصر کے وہ
میں جوانہوں نے لندن کے افوا
نامزدگار سے کئے تھے اور الامراہ
خزر کے سامنہ شان کیا گی تھا اس کے
میں انہوں نے اپنے اعلیٰ موقع
ہوئے بڑی صفائی کے ساتھ کیا
انالعداکن فی یوم زین
من الا بیام معادیا
للہیا میہ علی
المستوحی الشنحی
ومن العسیر علی
ای مصری متعلم
بانت میکون کل لک
ولقد کانت بیننا
و بین البهود
کشعب روابط عذیل
منہوسی نفعک کان
مصریا، تعرفتان
ان شعوری المعادی
لا سرائیل واعمالی
الموحدۃ صندها
اہنال تولدت فيما
بعد من شی وحد
لasmواک و هرو
الحرکۃ بـ
الصیہریۃ التی
اختتمبت جزءاً من
الارض العربیۃ
اسی اشڑاویو میں انہوں
بب سے پہلے عرب ہیں اور
پہلے عرب اتحاد کی بات سوچ
فتحن ارکا و قتل
کل شی امرۃ
عربیۃ ولذما
فان الوحدۃ
العربیۃ ہی فی
مقدمة مالفکریہ
یہودیت کے اکٹ

دہ سب عربوں کو عثمانی "ساحرا جیوں" اور
جمی حملہ آ دروں کا شکار بنتھے ہیں اور ان کی خلاؤت
کا روزانہ تھے ہوئے اسی خلاؤت کو دہ سب سے
بڑی قدر مشترک قرار دیتے ہیں جو مصر اور دوسرے
عرب ممالک میں یا ای جاتی ہے۔

وَمَا مِنْ شَكٍ فِي أَنَّ
الدُّرْرَةَ الْعَرَبِيَّةَ
هِيَ أَهْمَرُ هَذِهِ الدُّرَّةِ
وَأَنْتَقَمَا إِلَى تَارِخِ
بَنِي اَنْلَقَدِ اِمْتَرِجَتِ
مَعْنَا بِالْمَتَارِيَّةِ
وَعَا فِينَا مَعْنَا
لَفْسُ الْمَحْسِنِ
وَعَشْنَا لَفْسِنِ
اَلَّا زَمَانَ وَحْلِينِ
وَقَعْنَا مُنْخَتِ
سَنَابِكَ خَيْلِ
الْغَرَازَاتِ كَانُوا
مَعْنَا مُنْخَتِ لَفْسِ
السَّنَابِكِ

بے یا در ہے کہ ان حمل آدروں سے ان کی حراد
تاتاری اور صلیبی حمل آدروں ہرگز نہیں اس لئے کہ
ان کے بقول عرب قومیت ان کو مصر پہنچنے سے
پہلے بھی شکست دے چکی تھی ۔

قول و عمل کے تفاضل کا منتظر اس وقت اور سرکار
ہو جاتا ہے جب ایک طرف وہ عربوں کی قیادت
حاصل کرنے کے شوق میں اسرائیل صفحہ سنتی سے
دینے اور یہودیوں کو سمندر میں پھینک دینے کی بانی
کرتے ہیں۔ لیکن جب وادا خلوا ای شیاطینہ
کا دقت آتا ہے تو اس سے حاف مخدوت کر دیتے
ہیں اور دلی زبان میں صرف آتنا کہتے ہیں کہ ہم
اسرائیل کے اگر خلاف ہیں تو صرف اس لئے کام
نے صیہونیت (کیوں نہ) ... بین الاقوامی ساز خبر کی

للمُطْفَفِ التوره ۴۹۶

و قبیل ان یینzel
 ظلام الغر العثمانی
 علی المنطقة
 باسرها کان
 شعب مصر قد مخل
 ببالة منقطعة
 النطیر مسولیات
 حاسیة نصالح المنطقة کله (۱)

عثمانی سامراج!

وہ خلافت عثمانی کو فرات سیسی اور برطانوی
سامراج کی سطح پر رکھتے ہیں اور اس کو بھی اسی قسم کا
بدترین سامراج سمجھتے ہیں، اور وہی زبان جو ایسا
صونبیا کے نزہ اللہ اکبر کی صدائی سے بازگشتم جاموازہ
اور جامع قبردان میں ثابت کر رہی تھی اب یہ کہنے
میں کوئی بجا پڑ محسوس نہیں کرنی کہ ،

لقل واجد شعيبنا
 ثلاث امبراطوریتیا
 هی الامبراطوریتیة
 العثمانیتیة والفرنگیتیة
 والبریطانیتیة، وقام
 غزوہا لم بلادہ
 دانتصو علیہما
 وہ فلسفة الشورہ میں صاف ہاف لکھتے ہیں کہ انگریزی
 اور عثمانیوں میں صرف نام اور ملائکت کا فرق ہے
 ورنہ دولوں کی حیثیت ایک ہے۔

و بنفس الروح التي	ا در شیک اس روح
لم تغير جرى المعنى	کے ساتھ جس بیس
على لساننا وان تغير	ذرا بھی کوئی تبدیلی
اسم الانجليز باسم	نہیں ہوئی تھی یہ بات
العثمانيين طبقاً	ہماری زبان پر ہماری
للتغيرات	ہو کر رہی کہ ہم اب عثمانیوں
السياسية التي	کے نام کے عوض
توالت على	انگریزوں کا نام لینے
مصر بين	لگیں، ان سیاسی تبدیلیوں
العهدين	کے پیش نظر جو صریح ان

لـ الميثاق ١٩٥ رـ جـدـرـ الـشـالـ الـمـصـرـي
لـ المـيـثـاقـ ١٤٣
كـ زـانـيـتـ بـهـ مـاـ يـعـدـ بـهـ مـاـ يـعـدـ

کقوہ موحدہ
طینہم
اور جب واذا حلوا الى شام
کا موقع آیا تو ان کے ان اعلانات کی قتل حقیقت
کھل کر سائنس اگئی مسٹر کر بنیا سے ایک اندر دیوب
میں انہوں نے صاف صاف اعلان کیا کہ :
اسلام کی اساس پر حکومت
کا قیام، تاریخ کے
خلاف ہے۔

اسلام کا نام لینے پر مدد رت کرتے ہوئے

انہوں نے مسٹر رنجیا سے کہا کہ
انہی لہاذ کر میں نے تو اسلام کا اپنی
تغیریوں میں صرف ایک
بار ذکر کیا ہے۔

ترکیا و السیاست العربیہ
کے مقدمہ ملکہ کا وقت آیا تو انہوں نے ترکوں تک

تعریف کی اور یہ لکھا کہ :
بخارا ماضی اور ترک کی کاماضی تاریخ عرب
و اسلام کی ایک ہی کتاب کی دو فصلیں ہیں جب
ترک سیا ہیوں کے قدم یورپ کی سر زمین پر پہنچے
اور ملکیتیں تسلیم کرنے کے کھنڈ رات پر عثمانی
سلطنت قائم کرنے کا ارادہ کیا گیا تو اس روز عرب
اور ترک سیا ہیوں کی زبانوں پر ایک ہی شعار
یعنی "اللہ الکبیر" کا لخڑہ تھا جسے ایسا صوفیا بیس
غازیوں نے بلند کی تو دمشق کی مسجد ام وی، قاہرہ
کی جامعہ از سر غیر وال کی جامع رستو : اور لخڑاد

دکوڈ سنوار دعڑنا طرف اس ساحل بھر اٹلانش
تک اس کی صدائیونج کی یعنی
لیکن اس کے بعد کی بلکہ حدیث ہے کہ اس سے
پہلے کہ بھی ان کی خذینی تقدیر یا اور سخیریں ہم کو نظر
آتی ہیں اس میں عثمانی خلافت کو سامراج قرار دیا
گیا ہے چنانچہ المیثاق ابوظہبی میں عثمانی عہد کو انھوں
نے صاف صاف "عہد طلبت" فراہدیا ہے —
لکھتے ہیں کہ

دینا من اور ہم اپنادیں کیوں
جل الشیوعیہ کی خاطر نہیں بھجو سکتے
لیکن جب وادا حتلواں میا طینہ
کا وقت آیا یعنی جب سوکر سجنا یہ طیر "بلطفہ"
ان سے اس شے کا انہار کیا کہ کیوں نہم کی مخالفت دیکھی
پنادوں پر کی جا رہی ہے تو انہوں نے کہا کہ:
"کیوں نہم کے متعلق ہو سکتا ہے کوئی اس
طرح سے حاصل لگن - مرافق نظر

سے مکہ نزدیکی زم کو خالی

ہر ریوں میں یہی میرے
سیاسی اور استخاری نقطہ نظر سے دیکھتا
ہوں اور میرے مخالفت کی واحد بنیاد
مرن بھی ہے تھے ”
اور جب دا ذ القوالذین امنوا

وقت آیا اور اس وقت ان کو مین کے علماء، مساجد و ربانی سرداروں میں تقریر کرنے کی فرمودرت پیش

تھی تو انہوں نے برٹلیئر اعلان کیا۔ کہ ۲۳ جولائی کے انقلاب کی اساس اسلام پر ہے انہوں نے اسلامی تاریخ و راسلامی دعوت کی قیات پر تصریح کی۔ اور ”الاہرام“ کے بیان کے ... مطابق یہ کہا۔

حدث الریس
عن شعارات
لا سلام و قال:
ن هذك الشعارات
کائنات اساس
شورۃ ۲۳ یولیو

۱۹۵۱ء ۲۵

امگے اکی اخبار کا بیان ہے۔

الرئیس یکشف
مام رجال الدین
عحاولات الاحلیز
لتفصیم العالم
الاسلامی ولغول
النغمہ بہمن الاسلام

رئیس نے علماء میں کے
ساتھ عالم اسلام کو تعمیر
کرنے کی برپا نوی سازش
کو بدے تعاب کیا اور کہا
کہ یہ لوگ اسلام کی متاد
وقت سے خالق ہیں۔

لہ خفیہ الہی و خفیہ رہ
لہ خلیات حال بعد الناصر امیر زری، شارے کرد ۱۹۶۵ء
اعلامات تاہرہ
سمیں جلسہ میں سین کے علامہ دین اور ۱۴۰۰ قبائلی مشرک
زریک تھے (الاہرام مورخہ ۲۶ اپریل ۱۹۶۵ء)
گد الاہرام مورخہ ۲۶ اپریل ۱۹۶۵ء

خط عربی پر اکٹ نظر

مترجمہ: محمد عثمان مدنودی
(استاد جامیں احمد رضا)

ہیں۔ اس کے بعد ابن النبیم (متوفی ۵۸۷ھ) بیں
اسخون لے اس تو الشفافی لئے جا بے منسوب کرایہ
پھر ترجمہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ الشفافی نے
امیدیں بے ابریم کو ۲۰ سال کی عمر میں بولا کیا
اور ان کی اولاد بھی نے بعد میں اس کو تفصیل سے
وضح کیا۔ اسی طرح کی دیگر روایات قدماً سے متولیں

علامہ ابن خلد ورنے کی نظر میں،

چھٹے راذ میں علامہ ابن خلدون (متوفی ۶۴۷ھ)
کے علاوہ کافی بھی اس مسئلہ پر غلط طور پر بحث نہیں کی۔ وہ
ذن کتابت کے عدم وجود اسی کی وجہاً و برائی کو تناول
حفارت و بدراویت کے ساتھ جوڑتے ہیں، فرماتے ہیں
خطاطی ملوك بخ کے در حکومت میں پختگی و دشکام

اور حسن میں ہروج پر بخدا، اصلیٰ کہ حکومت میں تہذیب
و خوشحالی بھی۔ کیونکہ وہاں آں منزد کی حکومت بخی

جو عصیت میں تباہ کے مثل تھے اور سر زمین عراق
میں عرب حکومت کو برے تھے قائم کر یوں تھے،

ان کے زمانہ حکومت میں خطاطی میں اتنا جال زخما
جنما کہ تباہ کے در حکومت میں تفاکر کیونکہ ان کی حکومت

میں تہذیب و لوازم تہذیب یعنی صفتیں وغیرہ کی
کی تھی اور اہل بخہ سے پھرال طائف اور قریش نے

بن حرب کو لکھتا سکھایا بخہ عادیہ نے اس کو اپنے
چھا سفیان سے اور اسی طرح عمر بن الخطاب اور بیگ

قریش نے سیکھا۔ علامہ ابن خلدون نے اسخا صاکی فیض
پر توجہ نہیں کی۔

اعضوں نے صرف خطاطی کے ایک جگہ سے دور کی
جگہ منتقل ہونے کا تائیں کیا ہے۔ یہاں تک کہ وہ قریش

تک پہنچ گیا، خواہ میں اشخاص کے ذریعیا اس کے
بیرون... مگر ان کا کلام اس بات کی رہنمائی کرتا ہے کہ

وہ خطاطی کی تاریخ میں حیریوں کو نام باقاعدہ لوگوں کے
نقیب سے زیادہ عظیم طبق شاذ کرتے ہیں، بلکہ خطاطی

عربی کا نشوونا حکومت تباہ سے قبل ہوا جو کہ حیریہ
ٹانیز کے نام سے تاریخ میں معروف ہے۔ اب خلاف

کی اس رائے سے موافقین میسٹر فین یورپ سمجھ متفق
ہیں۔

فرانسیسی مستشرقی جان کا نیوٹون نے خطاطی کے
بلاد عرب میں داخل ہونے کی تاریخ تفسیری صدی ضمیم
شخص ہیں جنہوں نے آدم علیہ السلام کے بعد قلم سے کہا۔

اور روایت کی کہ مسیت پہلے ایمیل بن ابراہیم
علیہ السلام نے عربی کتابت کو وضع کیا۔ پھر تفصیل کے
ساتھ وہی روایت ذکر کی ہیں جو سجھاتی نے ذکر کی

خط عربی اور اس کی تاریخ۔

خط عربی کی تاریخ سے مراد اس کا نشوونا
اد حضور علیہ السلام کی بیت سے پہلے سمجھمہ

نَسَّهُ لِكَ

قوم الظفر و فارحانی

عَنْكَلَةَ

دشییر الشاکرے

الناس ہو اگر مصلح انسان سے سبق ہو۔
فرعون نہ پامان رشیطان سے سبق ہو۔

اسفار حدیثوں سے درست اس سے سبق ہو۔
احکام شریعت کے بی شہزادے سے سبق ہو۔

اور اسوہ پیغمبر دیشان سے سبق ہو۔
تبہ میں کہ اس کو دشیش دوہار سے سبق ہو۔

تم فخر زمان صاحب ت اس سے سبق ہو۔
محبوب خدا عرش کے جہاں سے سبق ہو۔

یعنی کہ اسے ماہر عرفان سے سبق ہو۔
سردار سرور دیشان سے سبق ہو۔

گرچا ہے ہو پیدا ہو کچھ شاہزاد اقتدار
اس شان صداقت میں بھی ہوں عدالت

خواہش ہے اگر جانو، ہے کیا پیغمبر شیعات
مطلوب ہو گر سیکھنا اندماز سعادت

بوبکر و عمر و حبیب و عثمان رضے سے سبق ہو۔
دنیا ہے کہتی ہے یہی دارِ دنستا سے

فانی ہے ہر اک پیغمبر نہیں اسکو دیتا سے
باتی جو ہمیشہ رہے وہ نام حمداء سے

اے اہل جہاں اس نوک پیش امام فاما سے
بے رونقی، بزم گلستان سے سبق ہو۔

عشق کی ریت نہیں عشق کا دستور نہیں
جسے مجبور تو جیتا تجھے منظور نہیں

کیسے ہبہا کی حقیقت وہ سمجھ پائیں گے
چشم ساقی کی اداویں سے جو محروم نہیں

اُن کی لقصویزگا ہوں میں سہرا کرنی ہے
دُور بھی ہوتے ہوئے مجھے کوئی دور نہیں

آنکھوں کیا ہے کہ اشکوں سے جو محروم ہے
دل وہ دل ہی نہیں جو سوز سے محروم نہیں

صرف گذرے ہوئے افانے زبانوں پر ریس
دل کی غیبت کو کسی طریقہ سمجھی منظور نہیں

ایک توہی نہیں اس کا گردہ دہر میں دوست!
کون ایسا ہے زمانے میں جو مجبور نہیں

لغے تو نے بھی لگائے ہیں نوہی لے لکن
دل تزا واقعہ سر مست منصور نہیں

زندگی نام ہے طوفان سے ٹکرانے کا
زندگی کیا ہے اگر درد سے بھر پوہنہیں

ماہ و انتہیں ترے پاؤں کے نیچے لیکن
رفتوں کا تری آنکھوں میں ابھی نوہنہیں

اشک پی جاؤ کہیں راز کھل جائیں
بات گھر کی ابھی گھر ہی میں کے مشہور نہیں

اتقال کا زک شاعری

منصوٰرے خان دھمکانی

دو چار پڑھنا ہو۔ اگر یہ نہیں ہے تو وہ زندگی نہیں
اقبال کی زبان میں موت ہے موت!

سے حکوم ہوا لک قیہی اسکا ہم اور است

خود مردہ و خود مردہ خود مردہ

اقبال نے جو اداختا رکی وہ اسلام تھی اس

نے اس کے لئے اپنی عزیز زندگی و قفت کردی اسکی

نگاہ دور بین میں دنیا کا ہر مرض جس اکریے دور

ہو سکتا تھا اور اسی دنوں کے لحاظتے

لقدور کرتا تھا اور اسلام سے عشق اسکو رسول مجتبی

صلی اللہ علی وسلم کی محبت والفت، شفیقی و فرشتی

سے حاصل ہوا تھا، اسلام اور ذات رسالت

ما ب صلی اللہ علی وسلم کو جدا نہ کرتا تھا۔ اس کا من

ایک ہی نفرہ تھا

کی عقد پڑائی بھی کرتا ہے، وہ فلسفی بھی ہے، زین

اسی نے آب اقبال کے کلام کا بنظر غائر طاہ

ست بھی تو تمہوس ہوا کہ اس کی شاعری کا مرکز و محور

مرجع و مصدر صرف اسلام اور حب رسول ہے اقبال

کا بھی امداد کرتا ہے اور شبیرہ و مختارہ کو خل دیتا

پاکون پاکے، غائب نے جو جن بوئے کھلا دیتے ہوئے

کو اس کی پوامک دالی، وہ دو کے کلام میں جو سور و گوا

سیبی و جوش نغمہ کہہ ڈالیں، خاتم اسی مرنی کو

ز پہنچنے کے، مثلی ہے کہ داد دار اور آتی ہے اس کے باوجود اس کی

انزادیت کیسی مجروح مخدوش نہیں ہوئی بلکہ جبکہ

حرست کا نوکا اور اپنی نزعیت کا بالکل تیامگاری

نقطہ، جو ہر کی انقلابیت و حقائق نگاری و ریاضت

کی خربیات، دو اس کی ریاحیات، غافل کی حقائق

نگاری، اقتضی کا مضمون و رنگاری انداز بیان

خالی کی روشنی، اکر کی خرافت، یہی دہ جریں ایسی

خطرات سے کھیلنا کو تا بھر تو اس کو نظر انداز کرتا

اقبال جس نے بارے بارے سس کاروان حیات میں

بائیگ دراہتے ایک لرزش ایک بیماریت پیدا

کی جس نے بال پر سیل ہے سوتے ہوؤں کو دس

سے زرا بھر پر سکون ہے یہیں ہے یا یا ہے

دن ہنہیں ہے دلو فان ہے دخراں کنہا

ب نظر انقلابی و عتیری شخصیت ہے۔

غرض شاعر انزادیت پر زندہ و پایہ دیتے

اکیں اکوپ ایک فارم طریکہ رہ شاعر پاہنہ ہوتا ہے

جس کا ساحل صاحل امید ہے بلکہ نکتہ ساحل ہے

ان کی شاعری کی اہل حصہ صفت تھا اسی میں گے ایسے

و ایسے خلیل!

شر و فلسفہ کا میل کوئی آسان پیڑ نہیں بھی

غسلوں سے بچ لئتے گیں اب کوئی نہیں ہے
کیا ہے مکبیر اب ہمیشہ کے لئے ناموحن ہے

پھر کسی جوش و حرث کے ساتھ کہتا ہے مے
تو بھی اس نوم کی تمدن کا گہوارہ تھا
حسن عالم سوز جسکا آتش نظارہ تھا

کبھی وطنیت کے فریب سے جذبہ کرتا ہے مے
ان تزویہوں میں بیسا بستے ٹھیک ہے

جو پیراں سے اسکا دہنہ بھی کھن ہے
پھر فرمگی وہیں، مکریجنی ساریں برطانیہ کے غربت

وقیمت سے اپنی قوم کو کاکاہ کرتے ہیں ہے
اگر میں مخلوق تھا بھی تھے اس سے

قویت اسلام کی جو کلمتی ہے اس سے
ہلال عید پر غاری تھا اسی سے تو تاریخ کی گزاری

چھپتی کیا تیاں ایک ایک کر کے بادا جاتی ہیں پھر کہتا
ہے مے

ادن گردوں سے زیادتی کی سیکی پھٹکے
اپنی رخت سے پھر اسی پتھر کے جھکتے

ٹرالیں کے بے خصوص مضمون پر اطلاع کے ظالم
و خونخوار دندولیں تھے معلم و معاشر کے پھر توئی

اسیں دیکھ کر اقبال بے قاب پہنچا تھے جسی دبادیت
میں بڑے ادب و احترام سے عنوان کرتے ہیں ہے

گھر میں تند کوک آنکھیتے ایسا ہوں۔
جو پھر اس میں بختی بھی نہیں ملتی

جھبکتی ہے ترکی امانت کی ابر و اسیں
ٹرالیں کے سببیں کا

ٹرالیں کے سببیں ایک عرب لڑکی فاطمہ بنت عبد الشر
اطالیوں خونخواروں کے باخشوں جام شہادت توئی
کرتی ہے، اقبال کی زبان پر تاریخ خلظوم جاوی

میتوتا ہے، وہ بیخ اٹھا کے
یہ کلی بھی اس کا لکھاں خزان نظر میں رجھی

ایسی چنگاری بھی یاری پے خاکر کی تھی
مولانا جسین الحمدی میں جو کالگری

لیکر اور قیام پاکان کے زبردست مخالفت کے
جب اخشوں نے خونخواری کی تھیں میں اور ان

سے بنتی ہیں، تو اقبال کی حیثیت ایسا جو ش

میں آجائی ہے بالآخر اسلام کا شیدیانی تھے
امتحا ہے

ب صطفے ابرسان خویش را کہ دیں یہ اور است

اگر باہر نہ رسیدی کی تمام یوں بھی اس

استادوں کا فلسفیات رہ جان ہوتا ہے، ایسکی
کاغذ مطابو کیا اس نے ان کو کھنگلا، مغربی

اقدار حیات اور طرزندگی کو قریب سے دیکھا
جا چکا پر کھا، مگر ایک لمحکے لئے بھی اس پر

جودگا موٹی پس پوچھی کی کیفیت طاری تھی اسی
بلکہ اس کی خودش اس جو دیوبھی بڑھی کرائے

استاد نہیں کے بارے میں بیان ہے دیکھ دیا۔
سے اگر بتوادہ مجدد و فرجی اس زمان میں

تو اقبال اسکو سمجھا تھا حکام کریا کیا ہے؟
دہ آرلنڈ کی شاگردی پر فخر کر رہا ہے، اور

اس کے ادب و احترام میں کوئی دیقیقہ دیکھا
نہیں کیا۔ لیکن ایک رملوکی قوم سے دہ برس پیکا رہا
اور ان کو عیاریوں و چالاکیوں سے آگاہ کرنا
ہے۔

اقبال فلسفہ سے مروعہ نہیں اس کے ساتھ
پر افگنہ نہیں، اقبال جب زندگی کے سائل کو
زیر بحث لاتا ہے تو اس طرح جس طرح کر ایک کشرا شا

دیار مغرب کے رہتے دا ہو خدا کی سیکی دکان ہیں ہے
کھرا جسے تم سمجھ رہے ہو یہی زر کم عیاریں پر ہوگا

اقبال کا دور استمار کا دور تھا ملاؤں
پرستگت خودگی کی کیفیت طاری تھی و بھروسہ
تھیں تھلکے کر کے کٹکاں سے سک۔ اس کی کارکله

ٹریج نکھلائیں جسے کر ملاؤں سے سک۔ ملاؤں کے
خونخوار دندولیں تھے ان کی تھیں و اخلاقی صلاحیت
مغلبوخ ہو گئی تھی اور مرعوبیت عام ہوئی تھی
مسلمان کسی سی کے عالم میں سچے حکومتیں مٹ رہیں
تھیں، حالات کا دھارا بدل رہا تھا فرنگی اور ایک
پانی سے اور نہیں جانتے کہیں کے ساتھ کا بکوں
دہ خلصہ کو نکھرا رہتا ہے اور زندگی کا ساتھ بیان
کے ہاتھوں میں جانتے کہیں بیتاب ہوتا ہے
ایسے شکنے مصنفو طکرے رہا۔ اقبال ان کو دیکھتا
ہے دو نوں اس کے مکہم ہیں یہ اسلئے کہ اسکے
ہے دو نوں اس کے مکہم ہیں یہ اسلئے کہ اسکے
پاس حضم بصیرت افرز ہے اور فراست ایسا تھا
کی داتاں پاریت کا ذکر کے خون گرا تا کیجی سکتے
ہے بھی وہ لذت یا بے۔ اقبال سے پہلے پہنچنے
شروع گزرسے اخشوں نے دماںول پر نکر دا لی نے
بے خالی کیا اس کا مقنفنا کیا ہے؟ زندگانی اسکے
کے بجا شے امید عزم سہت کی متفاہت کی میں
ہر ہی لیلے لکھیں، آہ بھی بھر پور شامت ہوئی
تھے یا ناسا زگار اس کے نہر دا زما ہوئے کی قروہ
تھے یا سر انہی ہوئے کی؟ لیکن اقبال ہیں اس بیگ
رہا وہ جو ملاؤں اسے حسین تھے زمانہ کا مقابلہ کیا اور
میں دنہ لفڑا نہیں ہے جسے اسے کہا ہے جسے
پاس حسن بصیرت افرز ہے اور فراست ایسا تھا
کی داتاں پاریت کا ذکر کے خون گرا تا کیجی سکتے
ہے کہ زندگی کے سیل کوئی سچی کرتا ہے اور دکان
ویسیں رہتا ہے، سینہ کوئی سچی کرتا ہے پر خطرہ دہر
چکر دل کی روشنی، اکر کی خرافت، یہی دہ جریں
میں رہتا ہے، سیسی پیش نظر آتا ہے، دہ
خطرات سے کھیلنا کو تا بھر کو تا بھر تو اس کی تاثیر ایسی ہے
اقبال جس نے بارے بارے سس کاروان حیات میں
کوئی سچی اور سیل کوئی سچی کرتا ہے اور آگ کو گلزار بنا
کر سچی کو موم، فولاد کو پیاسی اور آگ کو گلزار بنا
کر سچی کو موم، فولاد کو پیاسی اور آگ کو گلزار بنا
تے قبول کرتا ہو اپنے دھیں میں مست است ہے
بائیگ دراہتے ایک لرزش ایک بیماریت پیدا
کی جس نے بال پر سیل ہے سوتے ہوؤں کو دس

دیتا ہے، دار دامت قلب کو نہر فویاں سے اور است
دیتا ہے، دار دامت قلب کو نہر فویاں سے اور است

و پیر اسٹریت کرتا ہے اسی بیدے سے اس کا کلام بھی
جو کر دل کی دنیا کو زیر و زبر کر دیتا ہے جسیں منہنگی

ہے کہ تریم ہے زیر و زم یہیں جس اس کی تاثیر ایسی ہے
اقبال جس نے بارے بارے سس کاروان حیات میں

ب نظر انقلابی و عتیری شخصیت ہے۔

غرض شاعر انزادیت پر زندہ و پایہ دیتے

اکیں اکوپ ایک فارم طریکہ رہ شاعر پاہنہ ہوتا ہے

جس کا ساحل صاحل امید ہے بلکہ نکتہ ساحل ہے

ان کی شاعری کی اہل حصہ صفت تھا اسی میں گے ایسے

و ایسے خلیل!

شر و فلسفہ کا میل کوئی آسان پیڑ نہیں بھی

حاصل کی اور بہبہا بیس وہاں بہا اور انگریز۔

مولانا مسعود کنڑی

محمد نعیم صدیقی ندوی

جو نک دار المصنفین کا قیام تحریک نہ دوئے اور
کے مقاصد پر کی ایک کراسی تھی اس لئے علامہ مشبلی
کا خال تھا کہ اس کا قیام نہ دو دیجی میں ہونا چاہیئے
جیسا کہ موصوف کے حسب ایسا ر مولانا سید سلیمان
دوئی نے لکھا تھا کہ :

۱۵۵ «نحوۃ الاحلما، جس قسم کے عسلما،
اپنے درس میا تیار کرنا چاہتا ہے
طلبد درج تکمیل کے بعد تابعیت تخفین
میں مشتمل ہوئی، اور ایک بڑے

پہلے نے بھی تقدیم و تالیف کیا ہے۔
و در المحتفين، قائم کیا جائے،
جس سے علوم و تاریخ اسلام کا
ایجاد ہو، لیکن یہ بنا ہر ہے کہ یہ
کام اسی دفت پر راستہ ملکا ہے
جب ندوہ العلاموں کے احاظہ میں
ایک عظیم الشان کتب خانہ ہے۔
و علامہ شبیلی نے بھی ۱۹۱۰ء کے ندوہ میں
للمعاون:

— لیکن ہم چاہتے ہیں کہ
دارالعلوم میں ایک عمارت —
دارالمعنیفین کے نام سے تعمیر
ہو جس کا مقصد یہ ہو کہ اس میں
تصنیف و تالیث کا ایک ذریعہ
اور اس سے یافا عده تفاہیت
شائع ہوئے۔

مولانا مسعود علی نذری کا بھی اس پر بحث مکار
تھا کہ دارالمعنین کو نددہ کے حاطہ ہی میں قائم کیجئے
چنانچہ انہوں نے علامہ شبیل پر اپنی دلی خواہش کا انکسار
کیا، جس کے جواب میں علامہ موصوف تے انہیں ۲۰
جولائی ۱۹۱۵ء کو لکھا:

"بھائی" دوں دار المحتفیں نہ وہ
میں بنانے کے دین گئے کہ میں بناؤں
پیری تو اصل خواہش یہی ہے لیکن
یا کیا جائے حالانکہ اس میں انہیں کام
نہ ہے۔"

۱۰۷) حیات شبلی مک
۱۰۸) حیات شبلی مک
۱۰۹) رکا سریب شبلی جبله دوم مک

دفعت الوا فعنة، بالآخر ده
پوکرها بجوك بہر حال ایک دن ہونا نتفا، یعنی بزم
شبلی کا بلبل پہزاد استان مسعود علی ندوی اپنی
حیات مستعار کے لمحات پورے کر کے بالآخر ۲۲۸
اگست کو ۳ نجے دن میں بھیش کے لئے خموش ہو گیا.
مونیس آئے دن ہوا کرتی ہیں، برلن لوگوں کی بھی اور
غام افراد کی بھی، لیکن بعض سہتیاں ایسی بھی چلز
جاتی ہیں جن کی رحلت پر ہر دل سو گوارا اور ہر آنکھ
اشکیاں ہو جاتی ہے، یہ وہی لوگ ہوتے ہیں جن
کی غلبت ہر دل کی دھڑکن بن جاتی ہے۔ اور جن
کی وفات کا عنم کسی ایک فرد کا نہیں بلکہ پوری قوم کا
نمہ ہوتا ہے۔

مولانا مسعود علی ندوی کی رحلت کو معمولی
سانحہ نہیں قرار دیا جاسکتا، کوہہ سالہا سال سے مدد و
ہو کر گوتہ خموں میں جا چکے تھے، لیکن یہ کہنا صحیح نہیں
کہ قوم اعیض حصلنا پکی ہے۔ مرحوم کاشاندار اور
نہ گلام خزانی بھی سنکڑاؤں دماغوں کے درہ

پرنسپس ہے۔ ۱۹۱۷ء میں علامہ شبیل علی الرحمن نے اپنی رحلت کی تیزگی کو دور کرنے کے لئے جو تین قدر میں فروزان کی تھیں، ان میں سے دو (سید سلیمان ندوی و عبد السلام ندوی) تو عرصہ ہواں ہے اگلی ہوچکی تھیں، ایک شیخ ابھی صیا بار بھی، لیکن — اضفوس کہ یہ شیخ بھی گل ہو گئی۔

علامہ شبیل تھامی علیہ الرحمۃ برے جاتِ الکمالاتِ النانِ تھے، ان کی تمام حیثیتیں ایک حقیقت مسلمہ تھیں، لیکن اسی کے ساتھ وہ ایک اور بڑی خصوصیت میں بھی منفرد تھے وہ تھی ان کی جو ہر شناسی، مولانا دریا آبادی اپنیں مصنعت گر بالکل درست کرتے ہیں، غرف ریزہوں کے درمیان اپنیں جہاں کہیں بھی ہر قابلِ نظر آیا، انہوں نے بک نظر اسے تماذیاً میں کافی دشکنا اور رہنمائی ملتی ہے۔

شاعر کا فرض ہے از پیغمبر کو "شاعری کو" جزو دلیت

بے بالی و پر کی خیالی شا عربی کو نہیں پیر سراب ہے
زہر ملال سے کم نہیں۔ اس سے کوئی قوم سر بلند نہ ہو
نہیں ہو سکتی کامیاب و کامراں نہیں ہو سکتی بلکہ
دہ شاعری مراد ہے جو دنگی کو منحر بنا دے۔
سوئے ہوتے کو بیدار کر دے۔ سلمندی، سہل انکاری
کا قلعہ تھے کردے، خون میں روانی کی کیفیت پیدا
کر دے۔ مصائب و شدائے کا خوگر بنادے ہو
وجہ ان مردی کے اوہ ہاتھ جمیلہ سے مالا مال کر دے
اقبال بھی اسی سلسلہ کی اہم کڑی تھے اسخون

کیا خوب کہا ہے ۱۷
دری مخزن سے جا کے اقبال کوئی میر پیجام کہدا
جو تکچھ کر رہی ہیں تو یہ انہیں نداق سخن نہیں ہے
پس مردگی دام محلال پر خود غرضی دھا پلوٹی پر اقبال
نے کاری هرب رگائی ہے اقبال اسی شاعری کا
تر بہتر فرار دینے یہیں جو چشمہ حیات میں رو
پیدا کردے چھ لمحت کے منوار کے لئے ہو ڈا
منوار کو اس میں دخل نہیں ہو۔ فلاح حامث
کے لئے خشت آول کی حیثیت رکھتا ہے، رُ
روح کی آواز کو جنگوڑتا ہے صنیرے اپیل کرتا
ہوں کی کھیتیوں کو سیراب کرنا ہے، شاعری
کو انان بناتی ہے حیات و کائنات پر اس کا
مشبوط کرتی ہے اور اس پر بقا کے راز طش
از بام کرنی ہے ۱۸

شاعر نواز بھی ارہئے تھری
ہوتی ہے اس کے فیض سے مزربنا
اس سے بڑھ کر اس کی شان یہ ہے
شان خلیل ہوتی ہے اسکے کلام میں عیاں
کرتی ہے اس کی قوم جب پناتسار آذری
پھر صاف بہت کھل کر کہتے ہیں کہ وہ شاعری
ہے اس سے دیات بادداں لوگ حاصل کرے
جس میں سوز دل و خون جو گر صرف کیا گیا
جس میں خون پسیند ایک کیا گیا ہو، ورنہ نہ
خزان و کے علاوہ کچھ حاصل ہو کر
گا۔

مایوسی و سُورز^۱ سے مایوس ہو جاتے
اس نے کر نتائج و نشرات کیچھ نکلتے نہیں
پار قوم کو بچانے کی کوشش کی لیکن رائیگار

نادوانده نهی، پیزه مهدب نهی، مسلمانوں

علم کی مشکل روشنگاری کی روشنگاری پھیلا
انسانیت کا دیبا جلایا اداحت و مسادات کی
علمگیر تعلیمات نے، توحید کی تبلیغ کی، انسان
اعداد کو بلند کیا، اب پس ماڈھ ہے، جدت
ندرت سے وہ عاری اور ایجاد و تخلیق کا
گویا اس سے ختم ہو کر رہا۔ اقبال یہ دل و تر مند
یہ چکر فکار سانحہ دیجھکر کڑھتے ہیں۔ اور طرح
کے قوم میں خود دا منگ کی روح بھرنے کی
کوششی کرتے ہیں، انھیں زندگی کی حرارت
کے تاثیر کا خوب کہائے ہے

یہی نحلت شب میں لے کے نکلوں گا اور اپنے ماندہ کاڑاں کو
شرافتان ہو گی آہ میری نفس میراث علہ بارہ سو گا
پھر بڑی حرث سے اپنا در ددل یون بیان کر
ہیں ہے

اس نشاط آبادی کو چیز بے اندازہ ہے
ایک شتم بجھی عالم ملت ہمیشہ تازہ ہے
پھر فوم کی بے حصی پر یوں ماتم سراہوتی ہے — اللہ
امتِ مژہور کی کسی فنگر بخی پر بات سے اقبال
دھچکا لگتا اور وہ واقعہ اس کے ریاب سستی کے
ایک تار کو چھپیڑ دینا، اس سے دلداروں صدائی
لکھتی ہے

اب کوئی آواز سوتون کو جھکا سکتی نہیں
سین ویراں میں جانِ زندگی کتی نہیں
اخال کے شکوہ نے خانقاہِ وحدتِ رہ، مکتبہِ وحدتِ

میں دھرم بھاگی، پر حلقہ جیسا اس کی گوئی
کے ایک ایک شتر میں خلوص و تراپ، سوز
جو شد خوش کا ایک سلیل بے پایا ہے اُ
شکوہ یہ ہے کو مسلمان اب بھی مسلمان
کیا ہاتھے کرے
آگ تکریب کی سیتوں میں دلب رکھتے ہیں
زندگی مثل بلاں حبیثی رسمحتے ہیں
آخر میں بارگاہِ خداوندی میں عرض کرتے
اپنے پردالوں کو بھی ذوقِ خود افرزو
برتنی دیرینہ کو فرمان جگر ددزی
آخر میں اس جگر سوزی کے اپنا حال نامہ
ہیں، اس میں لٹک لپیں کروہ تاڑات
ایک بلبل ہے کہے محظی نم اب تک
اس کے سینہ میں سب نخوس کا طلاق
بلبل سے مراد نہ ہر ہے کہ شاعر کی ذات

زندگی نام ہے تغیر کا، انقلاب
لوگ کا۔ تعلیم نام ہے جو دن تعطیل
پر شمردگی کا استحکام آرزو کا ہے
اگر تعلیم بودے شیوه خواہ
پسخیستہ ہم وہ اچھا در
ان وہ تعلیم ضروری ہے جو فرمیرے ہے
وہ لیل و بہر پان کی پامنہ ہو اعقل پر
حقیقت معرفت کا سراغ جس سے
س تعلیم کے منال فتح جو جمود و قدر
جوہس کی عقل و خرد کو غارت کر دے
کی آواز پر پھرہ بنا دے، اس کی
ورسم بہم کر دے۔ بـ تعلیمان کے نز
آخری حقیقی مسلمان قوم تو اس لئے ہج
وہ سنتی و امانت کے فرانش جلیں
اقبال کا پیغام یہ ہے سہ
تعلیم کی روش سے بہتر ہے نو
روشنہ میں ڈھونڈنے خدا کا سو
درمیں حیات کی بنیادی اساس یہ بتا
ایپنی خودی کو فراموش نہ کریں اور
سے ادھر نہ ہونے دیں یہ جذبہ
ہو گا جبکہ عشق اور سوز و گداز والی
جیسے مسلمان شیخ کے استقلال سے
اور نتائج و ثمرات سے بلے پروا
کی دھن میں کام فرمانہ ہوش قسی ط
منہیں پـ اوصاف گزار مایہ پیدا ہو
لے کہا ہے سہ
عشق نے کر دیا تجھے ذوق و پیش سے آ
بزم کو مثل شمع بزم حاص
صورت شمع بزر کی ملتی بہیں قبا اے
جسکو خدا نہ دھر میں گ

اور خواہ و خوش سب کا دھان دل سے بالکل

مح ہو جاتا تھا، اور ان کی ساری کامات تو جب
سمٹ کر اس کا لفظ پر مکون ہو کر وہ جانی تھی،
جس کی صرف ایک مثال پیش خدمت ہے۔

بن کر اٹھیں کرنے لگی، یہ اجڑا
ہوا باغ کا سب سے بڑا شاندار
باوقار اور مستند نصیحتی ادارہ بن
گیا۔

بہر حال یہ تھا اور آرزو و چند دن بعد کی بنا پر
پوری نہ ہو سکی اور دارالحصنین کے قیام کا قرعہ
قال اعظم گذاد کے نام نکلا، اور پھر زندگی کے
تاریخ میں ایک عالمہ شبی ایک بڑی کامیابی آئی۔
بیرون ملائی تھی سے مرحوم کو نظم و انتظام
کی بغیر مہمی صلاحیتوں سے فراہم اس سلسلہ
تعمیر کی بگرانی مر جنم ہی فرمادے تھے، چنانچہ انھوں
میں وہ ایک عظیم ذات کے حامل تھے، انھوں
نے بعض ایسے ناکری ترین موقع پر اپنی اس
کاری کے لئے اکٹھا کیا، ان کی شخصیت میں ایک کشش
صلاحت کا منظہ ہر کیا کر بڑے بڑے ذہن اور مانع
دھیکہ سیکن، چنانچہ انھوں نے اسی بارگاری کو نزدہ کے
جن و مایا ناز سپدوں کے کامیابیوں پر لادا ان کو نیا
نے سید سلیمان ندوی اور مسعود علی ندوی کے ناموں سے
چنان اور خوب بیجا تھا، لائق اتنا ذکر کیا کہ اسی ترین روز
نے درمن شبلی کی طالی پہنچی بینا دل پر ایک نلک فرت
عمل تعمیر کر دیا لیکن اس کے مشن کو عروج دا بقبال کے عالی
ترین مازل پر پہنچا کر چھوڑا۔

اس حقیقت سے مجال اکابر ہیں کہ دارالحصنین
کے تفاوڑتی کے لئے مرحوم سید صاحب کا وجود جتنا
ضروری تھا تھا اسی ضروری مولانا مسعود علی کا وجود بھی
حقاً اور درحقیقت ان ہی بھروسہ عاصم کے مجبوغ سے
دارالحصنین کا منصوبہ موجودہ تکلیم میں جلدہ گر ہوا
رسیں احمد جعفری کے یہ الفاظ لکھتی صداقت
و حقیقت پر بھی ہیسا کر:

— سید صاحب اپنے علم کے اعتبار
سے یہاں نہ روزگار، اپنے فعل و کمال کے
محاذ سے یہاں نہ رہا، اپنی تنسیتی و تائینی
قابلیت کی جیخت سے نہ اپنے ارباب اظر
ہیں، لیکن یہ ان کے بھائی بات زندگی اسی
اجڑے ہوتے باع کو اپنے تاپڑا چین بنائی
کسی خراب کو جو اپنی علمی دراثت میں طاختا
دارالحکومہ دلفتوں بنادی، اسی دریان
میں شاندار اور ملکی عاریتی کھڑا ہی
کر دیں، اور یہ سب کچھ ارباب دول کی
سرپرستی اور حنفہ عالم کی اعانت
کے لیے بخوبی کیا جائے گا۔

مرحوم عمل اور حمدہ جد و جہد کی جلتا پھر تاجیم تھے
ان کے دماغ کی ابڑی عمل کے نت نے میدان تلاش
کر لیا کرتی تھی، عالمہ شبی کو بھی ان کی علی صلاحیتوں
کا اعزاز تھا، چنانچہ ایک مرتبہ اپنی لکھناتا
— تم علی آدمی ہو، اس لئے تو یہی
استخال میں اہل قلم سے نہیا رکیا زیاد
مزروعت ہے تھے۔

جس کام میں وہ لگ جاتے تھے اس میں
ان کے انہاں کا یہ علمہ بہنا تھا کہ آرام و آسائش
پسند بھی فرماتے تھے، اپنی ہی طرح ادارہ کے ہر فرد
کو سرگرم عمل دیکھنا چاہتے تھے، جلا جہاں صرف
عمل ہی عمل کی کار فرمائی پہنچا وہاں بھی زیان خرک
کا سوال پیدا ہو سکتا ہے؟

اپنی شفعتے اپنے لیے کا علاوہ الین
کا چڑا ہے کہ پتھری پر رگڑا اور
پلک جیکا تدبیہ دیر ان آباد ہو گیا
اس خرابہ میں یاد مراد، نسبتیہ مبارک
لئے مکاتیب شبلی جلد دم ۱۹۹۳
لئے دید و شدید صدر

بقیہ "خط عربی پر کلک نظر"

کو مختصر کی سوسائٹی میں خط عربی بیکل بہت
بعد میں پہنچا، اس الفزادی پور پوگ واقع تھے
یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیت کے قبیل
ویں تک اس کو بخوبی ہونے سے پہلے اور اس قبیل کو اہمیت
زیر حروف دیا، یہ سب قرآن کریم کی کتابت کو متاثر
کرنے کے لئے ہے۔

و اخیر یہ کو خط عربی جیسا کہ سب کو کہی تھی
جزیرہ اور مختار کے دریاں آباد ہوئے، اس کے
میں چار صدی پیشتر ہی پہنچا چکا تھا، ان کی اپنی
اکثر حروف میں لکھوں کی خودت ہے، ایک طرف وہ لکھی قابل
تو جو ہے جو حضرت معاویہؓ کے زمانے کا ہے، یہ تو جو
تھے جو کافر طائف کے خریب پایا گیا ہے اس کے
اکثر حروف میں لکھوں کی خودت ہے، ایک طرف

مولوں نے اس خط کو جانے کے لئے کو شش
کو ہے جس کو عربوں نے دوسری ترقی یافت تو مولوں سے
اصلی و خطری عادات تھیں، خاص عادات لفظیوں و

آنوار کو محفوظ رکھتے ہیں کا تبوں کی کمی
کو میدان حیات میں فدا کی طرف کوئی خاص نوجہ
نہ ہے اور ان کے مختارہ میں اسی کارروائی تاریخی
ٹھارنیس میں تو انہوں نے اپنی بجد و جہد کار رخ اس
علاوہ کی جانب موڑ دیا جیسا کہ وہ لوگ دور دوسری کیا کرتے تھے
جس کی تقدیری قرآن کی بحث تھی کہ یہ کہے۔

شہر زید میں ایک بگرد مر جنم ۵۶۷ھ برادر
ہوا ہے اور دوسری ان میں مر جنم ۵۶۸ھ
کر دیا۔ اور ان کتابت پختہ ہو گیا، اسے مذکوب یہ ہے کہ

ان کے پاس لکھنے کے آلات ہوں، جس سے دھانے طلفا
اور بندیں نماں شدہ دھی کھا کر تھے۔

اگر یہ تسلیم کر لیں کہ اس کتابت مختارہ ہے تو اس کے

ایک زبان میں الفاظ کالین دین ہوتا ہے، اور عربی
زبان سامی زبانوں میں تسلیم کر تھے ہم تو اس کے

اور حركات قصیرہ کے لئے کوئی اشارہ نہیں ہے، اسی
بات سے انہوں نے یہ تجویز کا کافر فتنہ کتابت ابتدائی

حال میں تھا، لہذا انکری، عقل کلچر کی خروج توں کو
پورا نہیں کر سکتا تھا بلکہ اس کا استعمال یہی مشرا

کشیدہ رہتے۔

وہ پہلک پاپیٹ فارم پر صرف ایک مرتبہ
خود علی آدمی ہونے کی بنا پر علی انسانوں ہی کو

بیسی میں یہ تباہ کرنے کی کوشش کی ہے کہ خط عربی

یعنی نہیں بلکہ اس کتابت بھی دوسری زبان سے
مستعار ہیں اس کی مثالیں یہ ہیں۔

۱۳) قلم، ۲۰) افلام، اعزیزی لفظ۔ قلم، یا سریانی

لفظ۔ قلموا سے ماحوذ ہے۔

(۲۱) قرطاس، چوڑا، اعزیزی لفظ "حر طبیس"۔

یا سریانی سے ماحوذ ہے۔

(۲۲) کتاب، جکت، غاباً آرامی لفظ "کتابا"۔

سے ما خوذ ہے اسی طرح افغان۔ کتاب، سلط،

یہ تباہ کے دو حکومت ہیں جو دوسرے پر تھا، اسی وجہ
سے کہ حکومت میں آئندہ ہے وہ خوشی تھی۔

گویا نقش بیش کا تھیں اور ان لوگوں کی مہمات
یہ مختارہ دوسری دوسری میں مختلف میا رکھتے تھے

قرآن کریم میں استعمال ہوئے ہیں۔ اس کا مقصود کیا ہے
اس کے تباہ دھنیت جزیرہ میں متقل میں تھا اسی

حالت میں تھا، عربی زندگی کے سامنے میں اس زندگی تھی،
اس کے بعد اسلام کا دور آیا اور اس قبیل کا

کار بارہ ہوا ہے۔ یہ حضرت عمر بن الخطاب کے زاد کا ہے اور عربی
و اغريقی دونوں زبانوں میں لکھا ہوا ہے، اس کے
ویکی اس کو بخوبی ہونے سے پہلے اور اس قبیل کی

صیغہ حروف دیا، یہ سب قرآن کریم کی کتابت کو متاثر
ہے، زندگی کے باوجود بوداں کے کہ خط عربی بیت

بیرونی سے چار صدی پہلے کو مختصر میں پہنچا چکا تھا
کرنے کے لئے۔

و اخیر یہ کو خط عربی جیسا کہ سب کو شش
جزیرہ اور مختار کے دریاں آباد ہوئے، اسے

کہ سکنی ہے اور اس کی تھیں ان دونوں آخری کتبوں
سے سمجھی ہو جاتی ہے۔

بقیہ "حلا میں اقبال"

وہیں افسوسی کی تھیت طاری ہو جاتی ہے
احسان نامہ اکاٹھے میری میا

کشی خدا پر چوڑا دوں لکھ کو قو روی
ایقبال نے غمیت دا استھان کی راہ اختیار کر لی ہے

وہ اس کی پرگام فر سا ہیں اور فدا نے گھر خاش جلدی
ہے کوئی تقدیر دا، داں دشادیوں نیس کوئی قوچ نہیں کر

یہ شارے کر گئے ہیں، ان پر کوئی انتیاز ر نہیں
نہیں ہے۔

ایک زبان میں الفاظ کالین دین ہوتا ہے، اور عربی
زبان سامی زبانوں میں تسلیم کر تھے ہم تو اس کے

اوہ رحمات قصیرہ کے لئے کوئی اشارہ نہیں ہے، اسی
اوہ رحمات قصیرہ کے لئے کوئی اشارہ نہیں ہے، اسی

اوہ رحمات بھی کھا کر تھا، لہذا انکری، عقل کلچر کی خروج توں کو
چنانی کی تھی اور آرامی زبان میں اصلی ہوں، بلکہ

جیا کہ سریانی اور آرامی زبان میں اصلی ہوں، بلکہ
مکن سے عربی ہیں ان کا دھج دیہ بیت دوسری

قیمتیں ہیں لکھ کر تھا اس کے زیادہ قدر یہ مہد ایم فیصل
سماں زبانی کے زیادہ تھے کہ عربی کے زندگی کے

سے خود جی ہے، داں اک کی کلخوں کی آئے
تو لا کو کوستش کے پھول نہیں بیسی کی سکتی کیا

خوب فرماتے ہیں سے
کل روز بیس سے سمجھوں میں اسی کوستشی
چنانی پرستے ہو گھر میں تھا اسی کوستشی کیا

یہیں میں اسی کوستشی کیا کوستشی کیا
کوستشی کیا کوستشی کیا کوستشی کیا کوستشی

یہیں میں اسی کوستشی کیا کوستشی کیا کوستشی
کوستشی کیا کوستشی کیا کوستشی کیا کوستشی

یہیں میں اسی کوستشی کیا کوستشی کیا کوستشی
کوستشی کیا کوستشی کیا کوستشی کیا کوستشی

یہیں میں اسی کوستشی کیا کوستشی کیا کوستشی

نہ بوسکی و سرماہہ ختم پوئے پر انہوں نے پورے
تازہ کرنے والے رہنمائی کے لئے بھی بہت
برکتیں یاں پھوڑ کر ہم اپنی جاییں گے بہت
بڑے نہ ہوں گے پر فتحت ہم سے یہی کچھ ہے
مرحوم کو تیرات کا خوبی ذوق اور ملک عطا، یعنی
قدرت نے اس سلسلہ میں ان کے ساتھ بہت فیاضی کو فتحت
دیا تھا، عمارت تیر کرنے میں مرحوم کی ہمارت فتنی،
باریکی ہیں، بھرپور اور اہمک قابلِ رشک تھا، دادا صفت
کی حسین و محیل عارضی خوب صورت ترین مسجد اور
خوش خانہ تھا زارِ مولانا کے مرحوم کے منس ذوق
کا زندہ بثوت ہے۔

معترف لوگوں سے سنتے میں آیا ہے کہ جب کوئی
تعمیر ہو جس کی زیرِ گمراہ شروع ہوئی تھی تو جب تک
تہذیب کو نہ ہوئے جاتی، مرحوم اس کے قریب ہی
جسون پیٹری ڈالر مستقل بود و باش اختارت کیے تھے
ہر آنے والے سے اسی مومنوں پر لگتے گوئے کرتے،
شورے ہلب کرتے، پامی تجاویز پیش کرتے اور نئے
نئے نصیحتے بناتے، اس وقت وہ ایک سانچہ انجینئر اور
خازن اور اچھے ہمی کے مددگار کے فرائض
اجام دیتے، اور جب وہ عمارت ہر طرح نوک
پک کی درستگی کے ساتھ مکمل ہو کر ہنگامہ شوق کو
دھوت نظارہ دینے لگتی تو مسروت اور شاد مانی کے
دوسرے علم میں پہنچ جاتے۔

۱۹۴۳ء میں جب تذہب کے اربابِ محل
و عفرزتے ایک شایان شان مسجد کی تعمیر کا منصب ہے
بتایا تو ان کے ساتھ سب سے بڑی مشکل ہیچہرہ پیش
ہوتے تھے، مرحوم ان کے دہماد جنہیں شرک
بیل ہزار اسٹان کی طرح چھکتے تھے، میری عین
ہے کہ اگر قدرت نے اپیس قلم، قرطاس کی نجت میں
تیجا اپنے لائی خواستاً و سبیل کے نوابوں کی
تعمیر خواستہ رہے تو خوبی سے خواستہ تھے، مرحوم نے مادر
پیش کرنے میں ہمدرت مہبک عطا، مرحوم نے مادر
علمی کی اس آزاد پر لبیک کہا اور دارالعینین
سے کیا ماہ کی رحمت پیکر تذہب اسے اور حسب نہیں
مسجد کے ساتھ نجید زدن پہنچے اور بیک وقت
 تمام فرائض کی انجام ہی شروع کر دی۔

سرماہہ ختم ہو گی، تذہب کے اربابِ انتظام
ہمت ہارنے لگے، ہر ایک کے چہرہ پر فکرہ تشویش
کا کیمپریں غلیاں ہوتے گئیں، لیکن مرحوم نے کبھی
مچات میں غلام نامی سیکھا ہی میں تھا اور ملک عطا
ختات تذہب کا ایک کوہ پیکر تھے، جس کے قرموں کو
ہمت کیا باد مرغ تسبیحی بھا منزول کرنے میں کامیاب
لئے دیدہ تشبیہ ص۱۶۹

نتیجہ امتحان شماہی دارالعلوم ندوہ العلما لکھنؤ پاٹ سال ۱۹۴۶ء

امتحانات شماہی دارالعلوم ندوہ العلما میں مندرجہ ذیل طلبہ کا مقابلہ ہوئے۔

رتبہ	نام	محل	نام	محل	شخص ادب دوم		ہفتہم عربی		فضیلت دینیات دوم		فضیلت دینیات اول		ششم عربی		درجہ چہارم عربی		
					پاٹ	پاٹ	پاٹ	پاٹ	پاٹ	پاٹ	پاٹ	پاٹ	پاٹ	پاٹ	پاٹ	پاٹ	پاٹ
(۱)	محمد حبیب الرحمن	وصی احمد	(۲)	احمد الرحمن	علیٰ احمد	(۳)	عبدالله شہاب الدین	افتخار الحسن	(۴)	محمد زکریا سنبھلی	محمد زکریا سنبھلی	(۵)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۶)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن
(۷)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۸)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۹)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۱۰)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۱۱)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۱۲)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن
(۱۳)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۱۴)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۱۵)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۱۶)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۱۷)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۱۸)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن
(۱۹)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۲۰)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۲۱)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۲۲)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۲۳)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۲۴)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن
(۲۵)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۲۶)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۲۷)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۲۸)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۲۹)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۳۰)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن
(۳۱)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۳۲)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۳۳)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۳۴)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۳۵)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۳۶)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن
(۳۷)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۳۸)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۳۹)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۴۰)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۴۱)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۴۲)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن
(۴۳)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۴۴)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۴۵)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۴۶)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۴۷)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۴۸)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن
(۴۹)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۵۰)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۵۱)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۵۲)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۵۳)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۵۴)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن
(۵۵)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۵۶)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۵۷)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۵۸)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۵۹)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۶۰)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن
(۶۱)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۶۲)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۶۳)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۶۴)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۶۵)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۶۶)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن
(۶۷)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۶۸)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۶۹)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۷۰)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۷۱)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۷۲)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن
(۷۳)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۷۴)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۷۵)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۷۶)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۷۷)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۷۸)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن
(۷۹)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۸۰)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۸۱)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۸۲)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۸۳)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۸۴)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن
(۸۵)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۸۶)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۸۷)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۸۸)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۸۹)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۹۰)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن
(۹۱)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۹۲)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۹۳)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۹۴)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۹۵)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۹۶)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن
(۹۷)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۹۸)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۹۹)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۱۰۰)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۱۰۱)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۱۰۲)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن
(۱۰۳)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۱۰۴)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۱۰۵)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۱۰۶)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۱۰۷)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۱۰۸)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن
(۱۰۹)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۱۱۰)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۱۱۱)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۱۱۲)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۱۱۳)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۱۱۴)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن
(۱۱۵)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۱۱۶)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۱۱۷)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۱۱۸)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۱۱۹)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۱۲۰)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن
(۱۲۱)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۱۲۲)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۱۲۳)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۱۲۴)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۱۲۵)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۱۲۶)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن
(۱۲۷)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۱۲۸)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۱۲۹)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۱۳۰)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۱۳۱)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۱۳۲)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن
(۱۳۳)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۱۳۴)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۱۳۵)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۱۳۶)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۱۳۷)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۱۳۸)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن
(۱۳۹)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۱۴۰)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۱۴۱)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۱۴۲)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۱۴۳)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۱۴۴)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن
(۱۴۵)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۱۴۶)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۱۴۷)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۱۴۸)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۱۴۹)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۱۵۰)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن
(۱۵۱)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۱۵۲)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۱۵۳)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۱۵۴)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۱۵۵)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۱۵۶)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن
(۱۵۷)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۱۵۸)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۱۵۹)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۱۶۰)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۱۶۱)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۱۶۲)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن
(۱۶۳)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۱۶۴)	محمد حبیب الرحمن	محمد حبیب الرحمن	(۱											

ابوالكلام

خصوصي دوم

اخاف الدین

محمد احمد

علي محمد فاراد

عبد الحميد

سید محمد مصطفی ارغاعی

محمد ناصر الدين

خصوصي اول

تسلیم احمد فاروقی

ابراهیم محمد کوسادیا

رشید احمد ناست

اسامیل محمد بھر

بیتوپ

عبد العزیز

نہم ثانویہ

نیاز الدین

محمد عثمان

ابوسیمان

عبد الحکیم

محمد سنت

ضیا عبدالدش

محمد زبیر

محمد علی بن

شمس الحق

ابوالكلام

فیض احمد

آغا ق منظر

محمد جمال

محمد سعید

فتحیم الدین

سین و خنز

محمد طلال

محبوب احمد

رحمت خان

پاس	فضل الحق خان	پاس	محمد باشم	پاس	ابوالكلام
"	محمد عمر	"	عبد الوہاب	"	خصوصي دوم
"	محمد شعبیب	"	محمد جعفر خان	"	اخاف الدین
"	الحسن علی	"	سید محمد فضل الحق	"	محمد احمد
"	محمد عزیز	"	جلال الدین	"	علي محمد فاراد
"	محمد نیاز احمد	"	سقتم شانویہ	"	عبد الحميد
"	مشتاق احمد	"	دشتادا مدد	"	سید محمد مصطفی ارغاعی
"	محمد متاز عالم	"	عبد العزیز	"	محمد ناصر الدين
"	سوم ثانویہ	"	ابوسعد	"	خصوصي اول

پاس	محمد صدق	پاس	طیب حسن	پاس	تسلیم احمد فاروقی
"	عبدالراہم	"	عبد الحمید کشمیری	"	ابراهیم محمد کوسادیا
"	محمد اکبر	"	عقلیل احمد	"	رشید احمد ناست
"	محمد ولی گجراتی	"	سرائج احمد	"	اسامیل محمد بھر
"	عبدالغفار	"	عبد الرحمن	"	بیتوپ
"	شوم ثانویہ	"	محمد عارف	"	عبد العزیز
"	محمد علیس	"	غلام بنی	"	عصمت اللہ
"	شهید احمد	"	عصمت اللہ	"	نہم ثانویہ
"	رجت علی	"	ششم ثانویہ	"	نیاز الدین

پاس	محمد ریس	پاس	عبد الرحمن بٹ	پاس	نیاز الدین
"	نسیم احمد	"	منیر احمد	"	محمد عثمان
"	محمد باشم	"	معین الاسلام	"	ابوسیمان
"	اویل ثانویہ	"	محمد طلحی	"	عبد الحکیم
"	محمد طیب	"	محمد حسراج الحق	"	محمد سنت
"	اسما خاتون	"	خالد محمد خان	"	ضیا عبدالدش
"	محمد جب	"	چشم ثانویہ	"	محمد زبیر
"	محمد سنتیفم	"	محمد سہیل	"	محمد علی بن
"	عبد الرحمن	"	اشتیاق احمد	"	شمس الحق
"	الغار احمد	"	محمد شعیب	"	ابوالكلام
"	سید محمد عبد الرحمن	"	عبد الحکیم	"	فیض احمد
"	عبد الرشید	"	زشار احمد	"	آغا ق منظر
"	معبد احمد	"	منظور احمد	"	محمد جمال
"	امیر الحسن	"	شیعیم احمد	"	محمد سعید
"	عبد الحکیم	"	پھارم ثانویہ	"	فتحیم الدین
"	اصلاح الدین	"	سین و خنز	"	سین و خنز

پاس	باقی ۱۳ پر ملاحظہ کیجئے	پاس	مراجع الدین	پاس	محمد طلال
"	"	"	سید ملکہ	"	محبوب احمد
"	"	"	سید مسعود اکرم	"	رحمت خان
"	"	"	سید مسعود اکرم	"	"